دارالعلوم گلشن بغداد رامپور

کی

چھٹی سالانہ رپورٹ

اعلیحضرت میجر جنرل ہز ہائنس نواب کرنل سید محمد رضا علی خان صاحب بہادر بالقابہا

جی۔سی۔ا۔ی۔آئی۔کے۔سی۔ایس۔آئی۔ایل۔ایل۔ڈی۔ڈی لٹ

نواب آف رامپور

کی صدارت و سرپرستی

میں منعقد ہونیوالے چھٹے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات ۲۷ مئی ۱۹۶۴ء
میں پڑھی گئی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

آقائے ولی نعمت اور حضرات محترم!

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں کرم و احسان ہے کہ اس نے جہاں آج مجھے میرے ساتھی اساتذوں، میرے طالب علموں اور ان کے سرپرستوں نیز مجلس انتظامیہ کے اراکین، درگاہ شریف کے منتظمین، دیگر مخلصین کو دارالعلوم گلشن بغداد کی چھٹی سالگرہ منانے کی مسرتوں سے دوچار کیا وہاں اپنے محبوب و ہر دلعزیز فرمانروا کو خوش آمدید کہنے کے عزت و افتخار سے بھی سرفراز فرمایا اور ہمارے آقائے ولی نعمت اور آپ حضرات یہ معلوم کرکے یقیناً مطمئن و مسرور ہوں گے کہ حضور مدینۃ العلم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں اس دارالعلوم نے یہ سال بھی حضور غوث الاعظم رض اور حضرت فرزند غوث الاعظم رض کے سایۂ عاطفت میں اپنی اس ہی مثالی کامیابی و کامرانی کے ساتھ اختتام کو پہنچایا ہے جو سال اول سے اسکے لئے طرۂ امتیاز رہی ہے۔

حضرات محترم!

موجودہ نظام تعلیم میں مذہبی تعلیم کا فقدان ہماری نسلوں کو جس تیزی سے تنزل اور تباہی کے راستے پر لے جا رہا ہے۔ اس کا احساس صرف تعلیم یافتہ حضرات یا مفکرین کو نہیں ہر ذی شعور انسان کو ہونے لگا ہے۔ خود محکمۂ تعلیم کی ذمہ دار ہستیاں بھی طالب علموں کی بے راہ روی اور ڈسپلن کی خرابی کا باعث مذہبی تعلیم کے نہ ہونے کو تسلیم کرتی ہیں جیسا کہ خود ہمارے پچھلے سال کے جلسۂ تقسیم انعامات کے صدر شری ایم۔ ایم۔ ایل جوہرہ ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی (لندن)، ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف اسکولس رامپور نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ نصاب تعلیم میں مذہب کو وہ درجہ حاصل نہیں رہا جس کی اشد ضرورت ہے۔ یورپ کی مثال دیتے ہوئے انہوں نے کہا تھا کہ وہاں مذہب کو بالائے طاق رکھ دینے سے معاشرے میں جو خرابیاں اور برائیاں پیدا ہو گئی ہیں اُن سے سائنسی تعلیم کے ذریعہ نہیں بچا جا سکتا۔ سائنسی تعلیم کے ذریعہ انسان تو ترقی کرسکتا ہے لیکن انسانیت کی ترقی مذہبی تعلیم ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ مذاہب خواہ کوئی بھی ہو سب کی تعلیمات برائیوں سے روکتی اور اچھائیوں کا عامل بناتی ہیں

اور

اور یہ ممکن ہی نہیں کہ صحیح دینی تعلیم کے بعد کوئی ایک بچہ بھی ان تمام اعتبارات سے جو

آئندہ زندگی میں اس کے گھر والوں، ماں باپ، بہن بھائی، میاں بیوی، آقا ملازم، دکاندار خریدار، دوست احباب، پاس پڑوسی، اہل وطن یا ملک و قوم کی طرف سے اس کی ذات میں ٹوٹ لے جائیں اور اسکے نظریات اس کا طرز عمل، اس کا ضمیر، اس کا اندازِ فکر حتیٰ کہ اس کی روح تک ان تمام خوشگوار توقعات کی حامل نہ ہو۔

عالی جاہ اور برادرانِ محترم!

اس دینی تعلیم کی ضرورت کو جہاں مختلف مقامات پر مختلف ہستیوں نے محسوس کیا اور اس کے لئے اپنے مقدور بھر عملی قدم اٹھایا وہاں آپ کے شہر رامپور میں ہمارے نیک دل، بیدار مغز اور حساس طبع محترم بھائی جناب منشی عبدالمجید صاحب قریشی بھی وقت کی اس اہم ترین ضرورت کو نظر انداز نہ کر سکے اور اللہ کے آسرے ۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ (۲۷ ستمبر ۱۹۵۵ء) جیسی مبارک تاریخ کو جبکہ دن بھی خوش نصیبی سے دوشنبہ ہی کا تھا۔ آقائے مدینۃ العلم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کی برکت حضور غوث الاعظم رضؓ کی نسبت اور حضرت فرزند غوث الاعظم کی عاطفت کے قوی سہاروں پر ایک عظیم الشان اور مثالی یونیورسٹی کا ابتدائی ڈھانچہ درگاہ شریف ہی کے صدر دروازہ پر ایستادہ کر دیا یعنی دینی تعلیم کا ایک مکمل و مبسوط اور وطن و ابنائے وطن کے لئے انتہائی مفید و کار آمد ذہنی خاکہ بنا کر ایک چھوٹے سے مکتب کا قیام عمل میں لے آیا گیا جس کی افتتاح کے وقت صرف ایک مدرس اور سات طالبعلم، چٹائی کا فرش اور دروازہ کی صحنچی پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ:-

Rome was not built in a day.

بغیر غور و فکر و قصد و ارادہ کے تجویز ہو جانے والا نام "گلشن بغداد" بجائے مدرسے کے لفظ دار العلوم کو خود میں جذب کر لینے پر نہ صرف قرائن بلکہ اس یقین پر مجبور کرنے لگا کہ جس اونچی اور صحیح مذہبی تعلیم کے خاکے اس کے بانی کے ذہن میں محفوظ ہیں ان میں حضور غوث الاعظم رضؓ اور حضرت فرزند غوث الاعظم رضؓ کے تصرفات روحانی کا رنگ بھرے گا اور یہ چھوٹا سا مکتب کوئی نیا مدرسہ نہیں بلکہ فرزند غوث الاعظم رضؓ کی حیاتِ طیبہ میں جاری رہنے والے سلسلہ درس و تدریس و تعلیم دین کا یادگاری ادارہ قرار پائے گا۔

حضرات اور صدر والا تبار!

بہت تھوڑے ہی عرصہ میں ہم لوگ دینی تعلیم سے اس قدر دور ہو چکے ہیں کہ آج اگر کسی مدرسہ کو دینی تعلیم سے وابستہ یا وہاں دینی تعلیم کو ضروری بتایا جائے تو ہمارے تصور میں وہاں کے طالبعلم کی جو تصویر ابھرتی ہے وہ کسی مسجد کے مؤذن یا خانقاہ کے گوشہ نشین سے مختلف نہیں ہوتی اور انکی

ذمہدار واقعی وہ درسگاہیں ہیں جنہوں نے بچوں کو دینی تعلیم دیتے ہوئے تاریخ وجغرافیہ اسائنس و حساب اور سوکس وپالیٹکس جیسے اہم اور ضروری مضامین سے ہی محروم نہ رکھا بلکہ اسلام کو بھی دین بدوش اور دنیا بکف فرزندان سے محروم کر دیا۔

گلشن بفضل او بحمد اللہ تعلیم دین کے ساتھ مقتضیات دین پر بھی پورا پورا زور دیتا ہے دینے بچوں کو عملی زندگی میں بھی کامیاب وکامران بنا تا نیز ان کی اخلاقی قدروں کو اجاگر کر کے ان کے مستقبل کو بھی سنوارنا چاہتا ہے۔ اس لئے ان تمام مضامین تعلیم سے انحراف نہیں کرتا جو فی زمانہ رائج ہیں اور زندگی میں جن کی ضرورت بھی مسلم ہے چنانچہ صوبہ بھر کے تمام اسکولوں میں جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہی سب کچھ ہمارے یہاں بھی ہے صرف ایک اضافی مضمون دینیات کا اپنی معیاری تبدیلی و ترقی کے ساتھ جزو لازم رہتا ہے اور ہمارے اس ہی انداز فکر و طرز تعلیم سے نہ صرف ضلع و صوبہ کے ذمہدار تعلیمی افسران جناب فاروق احمد صاحب رضوی ڈپٹی انسپکٹر مکاتیب اسلامیہ بریلی ریجن اور جناب شبیر حسین صاحب عوزی انسپکٹر مدارس عربیہ اتر پردیش اپنے وقتاً فوقتاً کے معائنوں میں بے انتہا متاثر ہوئے ہیں اور مذہبی تعلیم کے اس جزو لازم کو انتہائی پسند کیا ہے۔ بلکہ عالی جناب سید عزیز امام صاحب اور حضرت مولینا شاہد فاخری جیسے اعلیٰ عہدیداران نے بھی اپنی تشریف آوری سے نوازا ہے دار العلوم کے اساتذہ و طلباء سے ملے ہیں ان کے طریقہ تعلیم اور طریقہ تعلیم کا مشاہدہ کیا ہے اور اور بے انتہا مطمئن و متاثر ہو کر دینی تعلیم کی افادیت کو تسلیم کیا ہے اور زبانی و تحریری طور پر ہمارے حوصلے بڑھائے ہیں۔

صدر عالی جاہ اور مخلصین محترم!

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سات طالب علموں اور ایک مدرس والا یہ مکتب بہت جلد یعنی ۱۹۵۶ء ہی میں ایک سو تینتیس طالموں اور پانچ استادوں پر مشتمل مدرسہ کی صورت اختیار کر گیا اور درگاہ شریف کی مختصر صحنچی سے منتقل ہو کر اپنی شاندار اور آرام دہ بلڈنگ میں بھی منتقل ہو گیا جہاں اس وقت حضور والا اور جملہ حضرات تشریف فرما ہیں اور جو مدرسہ کی اپنی ذاتی تعمیر عمارت ہے جہاں پچھلے سال طالب علموں کی کثرت کی بنا پر صدر دروازہ کے پاس مزید دو کمرے بھی تعمیر ہوئے ہیں اور متصل ہی ایک وسیع آراضی بھی بچوں کی تربیت جسمانی و حفظان صحت کی ضروریات کے پیش نظر شامل عمارت کر لی گئی ہے ۲ سال قبل حکومت اتر پردیش نے اپنے عربک اینڈ پرشین اگزامینیشن ڈیپارٹمنٹ کے ایک سرکلر کے ذریعہ اس مدرسہ کو اورینٹل نصاب کے تحت آٹھویں درجہ تک کے لئے نیز مشرقی علوم کی تعلیم کے لئے انتہائی درجات تک سرکاری طور پر تسلیم کر لیا تھا اور اس کی آٹھ سو سولہ روپیہ کی سالانہ کی گرانٹ

بھی مقرر ہو گئی تھی اور گزشتہ سال سے یہ دار العلوم کلکتہ گورنمنٹ اتر پردیش کا منظور شدہ ادارہ شمار ہونے لگا ہے اور گورنمنٹ کے منظور کردہ نصاب اورینٹل اور جنرل دونوں سے آراستہ ہے نیز دوران سال کے انسپکٹر صاحب مدارس عربیہ اور ڈپٹی انسپکٹر صاحب بریلی ریجن کے معائنوں کے نتیجہ میں گورنمنٹ گرانٹ میں بھی اضافہ ہو گیا ہے یعنی آٹھ سو سولہ روپیہ سے گیارہ سو چھیتر روپے ہو گئے ہیں نیز سو روپیہ لائبریری کتب کے لئے بھی منظور کئے گئے ہیں۔ رام پور میونسپلٹی نے سال گزشتہ جو دو سو پچاس روپیہ کی گرانٹ منظور کی تھی افسوس ہے کہ اس میں اس سال کوئی اضافہ نہیں ہوا ہے۔ طالب علموں کی مجموعی تعداد اس وقت تین سو کے قریب ہے اور استادوں کی تعداد بشمول پرنسپل ۱۴ ہے۔ چھ سال سے بھی کم مدت میں آٹھویں درجہ تک تعلیم درجات کو مدرسہ کی عمر سے بھی بڑھا کر اس کی مقبولیت کا واضح ثبوت پیش کرتی ہے۔ پڑھائی کے ساتھ ہی طلباء کی تربیت جسمانی اور ورزش دماغی کے لئے "فٹ بال" رنگ بال، کبڈی، لوڈو، کیرم اسنیک و لیڈر اور تعلیمی تاش وغیرہ کا بھی انتظام ہے جو اساتذہ کی نگرانی میں کھلائے جاتے ہیں۔ کچھ اساتذہ پر مشتمل ایک پراکٹوریل بورڈ بھی بنا دیا گیا ہے جو طلباء کی دیکھ بھال کے فرائض انجام دیتا ہے۔

سال کے آغاز ہی سے فرش کا سسٹم ختم کر کے طلباء کے لئے ڈیسک اور کرسیوں کا انتظام کر دیا گیا تھا جو درجہ تین سے درجہ ۸ تک کے لئے تھا اس سال ابتدائی درجات کے لئے بھی ایسے ہی فرنیچر کا انتظام کیا گیا ہے جو شروع سال تک انشاء اللہ تیار ہو جائے گا۔

اعلیحضرت حضرت دام اقبالہم!

اس دار العلوم میں کسی طالب علم سے کوئی فیس نہیں لی جاتی نہ کسی قسم کا چندہ لیا جاتا ہے بلکہ کوشش کی جاتی ہے کہ ہر ممکن طور پر طلباء کو لکھنے پڑھنے کا سارا سامان اور نصاب تعلیم بھی مہیا کیا جاتا رہے۔ ساتھ ہی مدرسہ کے شعبۂ قرآن میں سال دوم سے قرآن وحفظ قرآن کی طرف سے عام عدم رغبتی کو دیکھتے ہوئے ماہانہ وظیفے بھی دیئے جاتے ہیں جو آٹھ لڑکوں پر اب بھی جاری ہیں۔ اس سال اس شعبہ میں ۶ طلبہ نے قرآن پاک مع قرأت حفظ کیا جن میں سے ۴ نے رام پور شہر میں اور ایک نے تحصیل سوار کی جامع مسجد میں ماہ رمضان میں کلام پاک سنایا بھی۔

شعبہ علوم مشرقی میں مولوی اور مولوی عالم نیز منشی اور منشی کامل وغیرہ درجات کی پڑھائی کا انتظام ہے امسال تین طلباء مولوی اور ۵ طلباء عالم کے امتحان میں شریک ہوئے ہیں سال گزشتہ بھی اس شعبہ کا نتیجہ ۷۵ فی صدی رہا ہے۔ درجات حفظ و قرأت قرآن میں ۴ حافظ و قاری صاحبان کے منجملہ حافظ قاری عبدالواحد شاہ صاحب کی معروف زمانہ بھی شامل اساتذہ ہے اور درجات

مولوی و عالم کے لئے مولوی علی شیر صاحب عارف لغانی کی خدمات خصوصی طور پر حاصل کی گئی ہیں جونیر ہائی اسکول کے درجات کے لئے گریجوایٹ، ٹرینڈ گریجوایٹ، ریٹائرڈ ٹرینڈ ٹیچرس منشی فاضل اور ہائی اسکول پاس اساتذہ صاحبان متعین ہیں. ناظرہ قرآن شریف کے لئے علیٰحدہ حافظ صاحب ہیں ہندی کا مضمون سنسکرت کے فاضل حامد اسکول کے ریٹائرڈ پنڈت سری برج بھوشن جی کو سونپا گیا ہے اور پی ٹی سکھانے کے لئے فوجی ریٹائرڈ ماسٹر سعادت علی صاحب کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔

طلباء کے سالانہ امتحانات کے لئے بیرونی حضرات سے استدعا کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس سال ممتحن حضرات میں (۱) قاری محمد اسماعیل صاحب مدرسہ عالیہ (۲) مولوی صغیر احمد صاحب پرنسپل مطلع العلوم (۳) مولوی نظام الدین صاحب الہ آبادی مدرس اول اورینٹل کالج (۴) جناب نہال الدین صاحب خیال سکیشن اورینٹل کالج (۵) جناب ابوذر صاحب ایم۔ اے مدرسہ عالیہ (۶) اتیس ڈینیش صاحب ہیڈ ماسٹر جین جونیر ہائی اسکول (۷) پنڈت رام بھرو سے لال صاحب شکلا (۸) ماسٹر منگل سین صاحب مرتضیٰ ہائر سکینڈری اسکول اور محمد حسن خاں صاحب ہیڈ ماسٹر بیک اسکول راج دوارہ شامل تھے۔ جنہوں نے انتہائی خلوص و ہمدردی اور قطعاً غیر جانبداری سے اپنے فرائض انجام دیئے اور دار العلوم کے اساتذہ کو شکر گزار فرمایا۔

یور ہائی نس اور حضرات!

امتحانات کے سلسلہ میں یہ دار العلوم اپنا معیار تعلیم مضبوط رکھنے کے لئے نسبتاً سخت رویہ کا حامل ہے پھر بھی پہلے سال نتیجۂ امتحان ۹۷٫۵ فی صدی اس کے بعد کے سالانہ امتحانات کا بھی ۷۵ اور ۹۵ فیصدی ہی کے درمیان دور کرتا رہا اس سال ۷۶٫۸ فی صدی رہا جس کی تفصیل اسطرح ہے:۔

درجہ اول	۸۹٫۵ فی صدی	درجہ پنجم	۷۵٫۶ فی صدی
درجہ دوم	۶۵٫۹ ”	درجہ ششم	۸۰٫۰ ”
درجہ سوم	۴۱٫۶ ”	درجہ ہفتم	۶۶٫۶ ”
درجہ چہارم	۶۶٫۶ ”	درجہ ہشتم	۱۰۰ ”

مولوی و عالم کے نتائج کا انتظار ہے جسکے متعلق امید ہے کہ انشاء اللہ سو فی صدی ہی ہوگا۔

حضور والا نے اور جملہ کرم گستران شریک جلسہ نے بچوں کے تعلیمی مظاہروں سے ہمارے طریقۂ تعلیم کا یقیناً اندازہ فرمایا ہوگا اور جیسا کہ ہمیں یقین ہے نتیجہ ہماری ہمت افزائی ہی کرنے والا ہوگا۔ تاہم اعلیحضرت کو تعلیمات کے سلسلہ میں جو شانی ذہن اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اور جسقدر وسیع تجربات اس ذیل میں حضور والا کو ہیں ان کے پیش نظر ہمیں حقیقتاً یہ ہمت نہ ہوتی تھی کہ اعلیحضرت

کے روبرو اس چھوٹے سے ادارے کے تعلیمی مظاہرات پیش کریں لیکن صرف اس توقع نے ہماری ہمت بڑھائی کہ اعلیحضرت ہماری غلطیوں سے ہمیں آگاہ فرماکر اپنے زریں مشوروں سے مستفیذ فرمائیں گے جو ہمارے لئے ایک روشن مشعل راہ کا کام دیتے رہیں گے۔ لہٰذا حضور والا سے مودبانہ التماس ہے کہ اپنے زرین خیالات سے سرفراز فرماکر شکرگزار فرمائیں اور اس کے بعد اپنے دستِ مبارک سے تقسیم انعامات کے سلسلہ کی ابتداء فرمادیں۔

آخر میں اپنی اپنے اسٹاف اپنے طلباء اپنی مجلسِ انتظامیہ بالخصوص مجلس انتظامیہ کے منیجر اور دارالعلوم کے روحِ رواں جناب منشی عبدالمجید صاحب قریشی کی جانب سے جنھوں نے مدرسہ کے اخراجات کے لئے نہ صرف ایک بڑی جائداد بلکہ اپنی پوری زندگی بھی اس کے لئے وقف کردی ہے۔ نیز درگاہ شریف کے سجادہ نشین صاحب اور دیگر خدامان کی جانب سے حضور والا کی تشریف آوری کے لئے صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دیگر محترم حضرات کا بھی شکرگزار ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ حضور والا کی شفقت و توجہ اس دارالعلوم پر ایسی ہی مبذول رہے گی جیسی کہ آج ہے:۔

عمرت دراز باد کہ تا دورِ مشتری
ما از تو برخوریم و تو از عمر برخوری

دعاگو و شکرگزار

پرنسپل دارالعلوم گلشن بغداد رامپور

۲۷ مئی ۱۹۶۲ء ۸ بجے صبح

پروگرام جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء

۱۔ اعلیحضرت ہز ہائنس دام اقبالہم کا خیر مقدم

۲۔ گارڈ آف آنر

۳۔ پی۔ ٹی شو

۴۔ تلاوت کلامِ پاک

۵۔ قومی ترانہ

} جملہ حاضرین ایستادہ رہیں گے۔

۶۔ نعت شریف

۷۔ بچوں کی معمولہ مناجات — جو روزانہ صبح پڑھی جاتی ہے۔

۸۔ سپاسنامہ — منجانب منیجر صاحب دارالعلوم

۹۔ تعلیمی جائزے

(ا) تقریر اردو

(ب) ہندی مکالمہ

(ج) کلمے مع ترجمہ

(د) انگریزی تقریر

(ہ) دینیات پر تقریر

(و) ہندی نظمیں

(ز) تاریخ و تمدن پر تقریر

(ح) ہندی تقریر

} دارالعلوم کے مختلف درجات کے طالب علم

۱۰۔ سالانہ رپورٹ — منجانب پرنسپل دارالعلوم

۱۱۔ اظہارِ خیالات زریں از صدر عالیجاہ و تقسیم انعامات

۱۲۔ چائے